فیمینزم کی تاریخ اور اسباب

The Background & Roots of Fiminism

Open Access Journal
Qtly. Noor-e-Marfat
eISSN: 2710-3463
pISSN: 2221-1659
www.nooremarfat.com
Note: All Copy Rights are Preserved.

Syed Zahid Hussain Shah
Mustafa International University (MIU), Islamabad.
E-mail: syedzahidnaqvi@gmail.com

Abstract: In the Western world, feminism emerged in the form of the women's liberation movement in the nineteenth century, and gradually this movement took the form of an ideology.In most of the historical periods in the western world, the condition of women was not appropriate. The stages of the formation of feminism are historically divided into three waves. Due to the diversity of ideas about women and the difference in trends, the feminist movement is divided into different groups. The feminist movement is divided into different groups. The main reason for this is two points:
First, feminists have offered different analyzes of women's inferiority.
Second, they have proposed various ways of addressing and correcting the inferiority of women. The theory of feminism has theoretical foundations like other theories. The theoretical foundations of feminism can be divided into general and specific principles according to different trends.

Keywords: Feminism, Sex Discrimination, Gender Inequality, Patriarchy.

خلاصہ

مغربی دینا میں فیمینزم انیسویں صدی میں خواتین کی آزادی کی تحریک کی صورت میں سامنے آئی اور رفتہ رفتہ اس تحریک نے نظریہ کی شکل اختیار کرلی۔ مغربی دنیا میں اکثر تاریخی ادوار میں خواتین کی حالت مناسب نہیں تھی۔ فیمینزم کی تشکیل کے مراحل کو تاریخی طور پر تین لہروں میں تقسیم کیا گیا ہے۔خواتین کے بارے میں نظریات کی کثرت اور رجحانات کے اختلاف کی وجہ سے تحریک حقوق نسواں کو مختلف گروہ میں تقسیم کیا گیا ہے۔ تحریک حقوق نسواں کا مختلف گروہ میں تقسیم ہونے کی بنیادی وجہ دو نکات ہیں:

پہلا، یہ کہ فمینیسٹ حضرات نے خواتین کی کمتری کے مختلف تجزیے پیش کیے ہیں۔ دوسرا، انہوں نے خواتین کی کمتری کو دور کرنے اور اسے درست کرنے کے مختلف طریقے پیش کیے ہیں۔ نظریہ فیمینزم دیگر نظریات کی طرح نظریاتی بنیادیں رکھتا ہے فیمینزم کی نظریاتی بنیادوں کو مختلف رجحانات کے مطابق عمومی اور مخصوص اصولوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

کلیدی الفاظ: حقوق نسواں، جنسی امتیاز، صنفی عدم مساوات، پدرانہ نظام۔

مقدمہ

موجودہ دور کے اہم موضوعات میں سے ایک موضوع، خواتین کے مسئلے پر مختلف جہتوں سے سوال اور بحث ہے۔ خواتین کے حقوق اور شناخت پر مختلف نظریات تجویز کیے گئے ہیں۔ حقوق نسواں ایک ایسی تحریک کا عنوان ہے جو خواتین کے حقوق کے حصول کے لئے ابھری ہے۔ تحریک حقوق نسواں کے سماجی نظریہ کو سماجی علوم کا ایک "سیاسی نظریہ" سمجھا جاتا ہے۔ تحریک نسواں درحقیقت حقوق نسواں کی فکر کو زندہ کرنا چاہتی ہے اور یہ فکر اپنی نظریاتی بنیادوں سے ماخوذ ہے۔ فیمینزم کا فکری اور فلسفیانہ تفکرات جیسے ہیومنزم(Humanism) لبرل ازم(Liberalism) مارکسزم (Marxism) اور مابعد جدیدیت (Postmodernism) سے متاثر ہونے کی وجہ سے فلسفہ کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔

اس تحقیق میں سماجیات(Sociology) اور سیاسیات(Political Science) کے پہلو سے قطع نظر "نظریہ فیمینزم" کے فلسفیانہ پہلوؤں (Philosophical dimensions) پر غور کیا گیا ہے۔ عام طور پر، فیمینزم کی نظریاتی بنیادوں کو بنیادی نظریات کے طور پر سمجھا جاسکتا ہے جو فیمینیسٹی نظریہ اور سوچ کی بنیاد ہیں۔ تحریک حقوق نسواں Feminists کا دعویٰ ہے کہ پوری تاریخ میں خواتین پر ظلم ہوا ہے اور ان کے حقوق پامال ہوئے ہیں۔اس لیے خواتین کو زندگی کے تمام شعبوں میں مردوں کے برابر ہونا چاہیے۔

تحریک حقوق نسواں کے نعرے میں، حقیقت میں، ایک سوال نہفتہ ہے: کہ، فیمینزم کے علاوہ کوئی مکتب، خواتین کے حقوق کے احقاق کی بات نہیں کرتا؟ اس لیے علمائے اسلام کو چاہیے کہ اس نظریے کو رد کرنے کے شکوک و شبہات کو دور کریں۔ اور دیکھے کہ فیمینزم کس بنیاد پر عورتوں کے حقوق کا دعویٰ کرتا ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ کیا یہ اصول، عورت کی بحثیت انسان، اس کی عزت سے ہم آہنگ ہیں؟ اور اس طرح کے سوالات کا جواب دے کر فیمینزم کی بنیادوں پر تنقید کی جاسکتی ہے جن پر حقوق نسواں کی فکر قائم ہے۔

فمینیزم کی لغوی تعریف

فیمینزم (Feminism) اصل میں ایک فرانسیسی لفظ ہے۔ جو لاتینی زبان «Femina» سے ماخوذ ہے جس کا معنی عورت «Woman» ہے۔ اس لفظ کی انگریزی اور فرانسیسی زبان میں توصیفی شکل اسی سے ماخوذ ہے جو کہ "نسوانیت" کے معنی میں ہے۔[1]

فیمینزم کا اصطلاحی معنی

کئی سماجی تصورات کی طرح فیمینزم (Feminism) کی ایک جامع تعریف فراہم کرنا بھی ایک مشکل کام ہے۔

لہٰذا فیمینزم کے اصطلاحی معنی پر کوئی اتفاق رائے نہیں ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ فیمینزم کی کوئی ایک تعریف پیش کرنا ممکن نہیں ہے؛ کیونکہ حقوق نسواں کوئی ایک نہیں، بلکہ متعدد تحریکیں چال رہی ہیں جن کا نقطہ اشتراک یہ ہے کہ خواتین کو پسماندہ رکھا گیا ہے اور اس پسماندگی سے ان کی نجات کے لئے کوئی حکمت عملی اپنانی ہوگی۔ لیکن ان تحریکوں کا خواتین کی پسماندگی کے اسباب اور ان کی آزادی کے حصول کے طریقوں کے بارے میں کوئی اتفاق نہیں ہے۔ بہر صورت فیمینسٹ دو نکات پر متفق ہیں: ایک، یہ کہ خواتین کے ساتھ ان کی جنس کی وجہ سے امتیازی سلوک کیا جاتا ہے، خواتین کی ضروریات کو پورا نہیں کیا جاتا اور ان کی ضروریات کو نظر انداز کیا جاتا ہے اور اس امتیاز کو ختم کرنا ضروری ہے۔ دوسرا، یہ کہ اس امتیازی سلوک کے خاتمے کے لئے معاشی، سماجی اور سیاسی نظام میں بنیادی تبدیلی لانا ضروری ہے۔ خواتین کے حقوق کے حامی زیادہ تر تحریکیں مغربی فلسفیانہ اور سیاسی مکاتب سے منسلک ہیں اور ان مکاتب کی تعلیمات کی بنیاد پر وہ اپنے خیالات کی وضاحت کرتی ہیں اور خواتین کی کمتری کی وجہ کا تجزیہ کرتی ہیں۔

چند لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ "فیمینزم" اور "فیمنسٹ" کی اصطلاحات کے معانی بڑے واضح ہیں۔ اس ابہام کی ایک خاصیت یہ ہے کہ فیمنسٹ کا لفظ استعمال کرنے کا رجحان ان خیالات کے تنوع کو ظاہر کرنے کے لئے ہے جس کا اظہار فیمنسٹ کرتے ہیں۔ روز پسند حمار کے قول کے مطابق: "کم از کم یہ کہا جا سکتا ہے" کہ "فیمنسٹ" وہ ہے جو اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ خواتین کے ساتھ ان کی جنس کی وجہ سے امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔ جن کی مخصوص ضروریات ہیں جن کی طرف توجہ نہیں ہوتی ان ضروریات کی تسکین کے لئے سماجی، معاشی اور سیاسی نظام میں بنیادی تبدیلی کی ضرورت ہے۔[2]

فیمینزم کا پس منظر

چونکہ فیمینزم کی تحریک بنیادی طور پر مغربی دنیا سے اٹھی ہے، لہٰذا ہمیں سب سے پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ مغربی معاشروں میں خواتین کی کیا حیثیت رہی ہے؟

1. یونان کی تہذیب میں خواتین (Women in Greece Civilization)

قدیم یونانی تہذیب میں عورت کو قابل نفرت مخلوق سمجھا جاتا تھا۔ یونانی تہذیب میں تمام بنیادی کام اور سرگرمیاں جیسے جسمانی اور ذہنی سرگرمیاں اور تعریفیں مردوں کے لئے مخصوص تھیں۔ وہ خواتین کو سیاسی (Political) یا سماجی (social) سرگرمیوں کے اہل نہیں سمجھتے تھے۔[3] یونان میں خواتین کو شہری نہیں سمجھا جاتا تھا اور انہیں سماجی حقوق سے محروم رکھا جاتا تھا۔ انہیں سیاسی یا سماجی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی اجازت نہیں تھی، وہ صرف گھر میں کام کرتی تھیں۔ ان کا کام صرف بچوں کی دیکھ بھال کرنا تھا۔ یونانی

خواتین کا بنیادی کام بچے کو جنم دینا تھا، خاص طور پر لڑکا تاکہ مرد کی نسل کا سلسلہ جاری رہے۔[4]

2. رومن تہذیب میں خواتین (Women in Roman Civilization)

رومی تہذیب میں عورتیں انسانی حقوق سے محروم تھیں اور ان کی بدترین حالت تھی عورت کو مارنا، لڑکی کو قتل کرنا، بچے بیچنا اور زبردستی شادی کرنا یہ باپ کا قانونی اور روایتی حق تھا۔ رومی تہذیب میں رومن معاشرہ مردوں پر مشتمل تھا۔ رومی اس رائے کے حامل تھے۔ کہ عورت کی جنس کی ناتوانی کی وجہ سے عورت کے لئے ایک مرد کی سرپرستی ضروری ہے اس وجہ سے لڑکیوں کی زبردستی شادیاں کی جاتی تھیں۔[5]

3. قرون وسطی کی تہذیب میں خواتین (Women in medieval civilization)

قرون وسطی کی تہذیب میں عورتوں کی حالت یونانی اور رومی تہذیب میں عورتوں کی صورت حال سے بدتر تھی۔ اس تہذیب میں عورت کو ایک منحوس مخلوق سمجھا جاتا تھا۔ عورتوں کے ساتھ ہمبستری صرف نسل کی بقاکے لیے جائز تھی۔ اس کے علاوہ جنسی ملاپ کو گناہ سمجھا جاتا تھا۔ اس تہذیب میں خواتین کی قانونی شخصیت نہیں تھی۔ سماجی اور سیاسی معاملات میں عورتوں کی مداخلت ممنوع تھی عدالتوں میں عورتوں کی گواہی قابل قبول نہیں تھی مرد کو تام الاختیار سمجھا جاتا تھا۔[6]

4. رنسانس میں خواتین کی صورتحال (The Status of women in the Renaissance)

نشاۃ ثانیہ سے پہلے کی خواتین متوسط طبقے کی تھیں۔ اور گھر کا کام کرتیں تھی۔ اور گھر والوں کی سختیاں اور مشکلات برداشت کرتی تھیں۔ سینٹ برنارڈینو St. Bernardino لوگوں سے کہتا تھا: "میں تم مردوں سے کہتا ہوں۔ اپنی حاملہ عورتوں کو نہ ماریں کیونکہ یہ بہت خطرناک ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ انہیں نہ ماریں لیکن مارنے کے لئے صحیح وقت کا انتخاب کریں۔"[7] لیکن رنسانس میں اور اس دور کے بعد خواتین نے مردوں کے برابر ہونے کی کوشش کی۔ اور قرون وسطی کی مجبوریوں سے باہر نکلیں۔[8]

نشاۃ ثانیہ اور جدیدیت مکمل طور پر مردانہ دنیا کی تشکیل کرتی تھی نشاۃ ثانیہ کا آئیڈیل مرد تھا۔[9] نشاۃ ثانیہ میں مردوں نے خواتین کی فکری قوت کی نشوونما میں رکاوٹ ڈالی اور ان کا نظریہ تھا کہ خواتین فکری گفتگو سے قاصر ہیں۔[10] اسی عرصے میں، میری ڈوگون (Marie Dugone) نے "مردوں اور عورتوں کے درمیان مساوات، خواتین کی شکایات" کے عنوان سے ایک مقالہ شائع کیا۔ اس نے عورتوں کو وہ مخلوق سمجھا جن کے لئے تمام اچھی چیزیں حرام ہیں۔ اور ان سے آزادی چھین لی گئی ہے اور ان کی تمام خوبیوں سے انکار کر دیا گیا ہے۔[11]

فیمینزم کی تحریک کے نظریاتی اسباب Theoritical Causes of the Feminism

فیمینزم کی تشکیل کے علل اور اسباب کو نظریاتی، عملی اور سماجی اسباب کے اعتبار سے تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ جہاں

تک اس تحریک کے وجود میں آنے کے نظریاتی اسباب کا تعلق ہے تو یہ درج ذیل ہیں:

1. بائبل، چرچ اور فیمینزم کے اسباب

بائبل میں امتیازی نقطہ نظر اور عیسائیت اور یہودیت کے حقوق نسواں مخالف نظریات نے حقوق نسواں کی بنیاد فراہم کی۔ بائبل میں، عورت کو فطری طور پہ پست قرار دینا اور لارڈ آف چرچ کی پر تشدد کارکردگی نے خواتین کی تحریک کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔[12]

2. مغربی مفکرین کی خواتین مخالف فکر

بیشتر مغربی فلسفیوں اور مفکرین کے خیال میں خواتین مردوں کی مقابلے میں دوسرے درجے کی اور پست مخلوق تصور کی جاتیں تھیں۔ ان کا خیال تھا کہ خواتین فطری طور پر مردوں سے وابستہ ہونے کی وجہ سے شہریت سے محروم تھیں۔ جین جیک روسو Jean-Jacques Rousseau کا نظریہ تھا: "عورت فطرتاً کمزور ہے اور انسان کے لئے فطری حقوق کا معیار حکمت اور دانائی ہے جو انسان کو جانوروں سے ممتاز کرتی ہے۔ چونکہ عورت کی حکمت اور دانائی میں شک ہے اس لئے عورت کو حقوق کا حقدار نہیں سمجھا جا سکتا عورت کے بارے میں روسو کی تعلیم کا سب سے اہم عنصر یہ ہے کہ عورت کا فرض مردوں کو خوش کرنا ہے"۔[13]

3. عورت کی عزت کا انکار Denial of Female Dignity

انسانی معاشرے میں عورت کی حیثیت ہمیشہ مردوں سے کم رہی ہے اور شاید انسانوں کی خدمت میں ایک آلہ کے طور عورت کو دیکھا گیا۔ انسانی تاریخ میں زیادہ تر مرد اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے اور اقتدار پر غلبہ حاصل کرتے رہے۔[14] سماجی طور پر بہت سے انفرادی حقوق خواتین سے چھین لیے گئے۔ جیسے جائیداد، وراثت، ووٹنگ وغیرہ۔ بیسویں صدی کی دوسری دہائی کے آخر میں، امریکہ اور برطانیہ میں خواتین کو حق رائے دہی سے محروم کر دیا گیا۔ ایسے ماحول میں دھیرے دھیرے مخالفت شروع ہو گئی اور مرد اور عورت کے درمیان برابری کا رجحان پھیلتا گیا۔[15]

فیمینزم کی تحریک کے سماجی اسباب Social Causes of the Feminism

ہم درج سماجی روّیوں کی روشنی میں تحریک نسوانیت کی تشکیل کے اسباب کا جائزہ لے سکتے ہیں:

1. تشدد Violence

تشدد کی ایک طویل تاریخ ہے آج کے مہذب معاشروں میں تشدد مختلف شکلوں میں موجود ہے۔ تشدد کی سب سے اہم مثالوں میں سے ایک جنسی تشدد ہے۔ اس صورت میں، جسمانی طاقت اور دیگر اقسام کو مخالف جنس کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے۔ زیادہ تر تاریخی ادوار میں، مردانہ جنس عورت پر حاوی رہی ہے۔ مردوں اور عورتوں

کے درمیان ہمدردانہ تعلقات کے علاوہ، تسلط پسندانہ اور تسلط پسند تعلقات کے ثبوت کے بہت سے واقعات ہیں جن میں خواتین کو ظلم اور زیادتی کا نشانہ بنایا گیا ہے۔[16]

2. استحصال Exploitation

ماضی میں وسیع پیمانے پہ خواتین کا استحصال اور خواتین کے طرف سے اپنے حقوق کے مطالبے کا فقدان سوالیہ نشان ہے۔ تاریخ میں خواتین کے استحصال کا دائرہ کافی وسیع ہے مثلاً ملکیت کا موقع نہ ملنا، زیادہ کام اور کم اجرت، گھر پر کام کرنے کی اجرت نہ ملنا، خاندان میں مناسب سہولیات نہ ملنا، غذائی قلّت، قانونی کوتاہیاں وغیرہ۔ بعض اوقات، استحصال زیادہ محنت اور کم اجرت کی صورت میں ہوتا ہے حتی کم اجرت کی وجہ سے خواتین اور بچوں کے لیے روزگار کی پالیسی ایک عالمی مسئلہ ہے۔[17]

3. سرمایہ داری اور لبرل ازم Capitalism and Liberalism

جدیدیت نے مغربی زندگی کے مختلف حصوں میں ایک گہری تبدیلی لائی۔ فکری، معاشی اور سائنسی تبدیلیوں کے بعد خاندانی نظام نے بھی بہت سے اتار چڑھاؤ دیکھے۔ خاندان اپنی مقبولیت کھو گیا۔ سرمایہ دارانہ نظام نے مزدوروں کی بغاوتوں سے خوفزدہ ہو کر انہیں رعایتیں دیں اور ان کے نام سے متعصبانہ مواد شائع کیا اور لیبر خواتین مارکیٹ میں داخل ہوئیں لیکن اصل منافع خور سرمایہ دار تھے۔ اس تاثر کو تقویت اس وقت ملی ہے جب لبرل نظریہ نگاروں نے خواتین کے حقوق کو نظرانداز کیا ہے۔[18] روسو کی نگاہ میں خواتین شہریت سے محروم ہیں لڑکوں کو عقلی، روحانی اور خود مختار انسان بننے کی تربیت دی جانی چاہیے، جب کہ لڑکیوں کو گھر میں فرمانبرداری کرنے اور ایسی مہارتیں حاصل کرنے کی تربیت دی جانی چاہیے جو مستقبل کے شوہر کو پسند آئیں۔[19] اس طرح خواتین کے بارے میں لبرل نظریہ سازوں کے منفی موقف اور اس حوالے سے ان کی خاموشی کی وجہ سے تحریک نسواں کے ابھرنے کے عوامل میں مزید اضافہ ہوا۔[20]

فیمینزم کی تاریخ

اگرچہ پوری تاریخ میں خواتین کی حیثیت پر تنقید ہوتی رہی لیکن حقوق نسواں کی تحریکوں کا آغاز اور لفظ فیمینزم کا جدید معنی میں رائج ہونا انیسویں صدی کے اواخر سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اس عرصے کے دوران، لفظ فیمینزم ابھرا اور مقبول ہوا، لیکن حقوق نسواں کی تحریک کا حقیقی آغاز انقلاب فرانس سے متصل سمجھا جاتا ہے۔[21] فرانسیسی انقلاب کے بعد میری وولسٹن کرافٹ نے فیمیزم کو متعارف کرایا۔ اور مردوں اور عورتوں کے درمیان صنفی، طبقاتی اور اندرونی فرق سے انکار کیا۔ اس نے ان اختلافات کو سماجی ماحول سے منسوب کیا۔[22] کچھ کا خیال ہے کہ فیمیزم کی تاریخ انسانی شعور کے آغاز سے ہے، اور کچھ اس کی ابتداء کو پندرہویں صدی، کوئی سترھویں

صدی اور کچھ اٹھارویں صدی کے اواخر کو جانتے ہیں۔[23]
حقوق نسواں کی تحریک کی تاریخ، اٹھارویں صدی کے اواخر تک جاتی نظر آتی ہے۔ کیونکہ میری وولسٹن کرافٹ نے اسی صدی میں 1792 میں کتاب "خواتین کے حقوق کی قانونی حیثیت" "The Legitimacy of Women's Rights" لکھی تھی اور اس کتاب کے لکھنے کے ساتھ ہی اس دور میں فیمینزم کو متعارف کرایا۔ اگر فیمینزم کی تاریخ کو لفظ نسواں کے ساتھ ہی تصور کیا جائے تو فیمینزم کی تاریخ اٹھارویں صدی کے اواخر سے شروع ہوتی ہے کیونکہ اٹھارویں صدی کے اواخر تک فیمینزم کا لفظ خواتین کی سماجی تحریک کے لئے استعمال نہیں ہوتا تھا، لیکن کچھ کا خیال ہے کہ مغرب میں خواتین کی تحریک کا آغاز لفظ فیمینزم کے مقبول ہونے سے پہلے ہوا۔[24]
ماہرین سماجیات نے فیمینزم کی تاریخ کو تین لہروں میں تقسیم کیا ہے۔ فیمینزم کو تین لہروں میں تقسیم کرنے کا محور اس کی تاریخی حیثیت ہے، کیونکہ ان تین لہروں میں سے ہر لہر ایک مخصوص تاریخی دور پر مشتمل ہے جس کی توضیح درج ذیل ہے:

پہلی لہر: اس تحریک کی پہلی لہر ایک ایسے وقت میں آئی جب امریکہ اور یورپ میں خواتین کی تحریکیں سرگرم تھیں۔ پہلی لہر کے ابھرنے میں غلامی کے خاتمے کی تحریک Slavery abolition movement نے اہم کردار ادا کیا۔ خواتین اس کی طرف راغب ہونے والے اولین گروہوں میں سے تھیں اور اس تحریک میں خواتین کی موجودگی نے حقوق نسواں کی تحریک کی تشکیل میں موثر کردار ادا کیا۔[25]

دوسری لہر: دوسری لہر کی اصطلاح خود پہلی لہر کے اختتام کی طرف اشارہ کرتی ہے۔[26] انسانیت پسند فمینزم (feminism Humanistic) نے اس تحریک میں اہم کردار ادا کیا۔ سیمون ڈی بیوویر Simone de Beauvoir دوسری فیمنسٹ لہر کی رہنما ہیں کیونکہ سیمون ڈی بیوویر Simone de Beauvoir نے "جنس دوم The Second Sex" کتاب لکھ کر تحریک حقوق نسواں کے انتہا پسندانہ رویے کی بنیاد رکھی۔[27] ایک طرف، فمینزم کی دوسری لہر، شہری حقوق سے لے کر خواتین کی آزادی تک فمینزم کی پہلی لہر کی تاریخ کو سمیٹتی ہے۔[28] دوسری طرف خواتین کی آزادی کی تحریکوں کی دوسری لہر پہلی لہر سے بنیادی طور پر مختلف ہے۔ کیونکہ پہلی لہر میں سیاست اور معاشیات کے الفاظ کو سماجی، ذاتی اور خاندانی زندگی کے شعبوں میں سمجھا جاتا ہے۔ لیکن دوسری لہر کی تحریک نسواں نے ان الفاظ کو عام کیا۔ اس لیے انہوں نے تنہائی پر زور دیا اور شادی کی مذمت کی۔ خواتین کو بڑے پیمانے پر معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی ترغیب دی۔ دوسری لہر میں حقوق نسواں کا بنیادی نعرہ تمام سیاسی، ثقافتی، سماجی اور نفسیاتی شعبوں میں مرد اور عورت کی مکمل مساوات تھا۔ ان کا خیال تھا کہ خواتین کا غیر فعال کردار، مردانہ تسلط کا موجب بنتا ہے۔ یہیں سے خواتین نے پدرانہ نظام کے خلاف جدوجہد شروع

کی۔[29] حقوق نسواں کی دوسری لہر کا نظریاتی ڈھانچہ، اس کے مطالبات اور ترجیحات کی نوعیت، سیاسی نظام کی طرف سے دیئے گئے جوابات اور 1970 سے 1990 کی دہائی تک معاشرے کا ردعمل فیمینزم کی تیسری لہر کی پیدائش کے اہم عوامل ہیں۔[30]

تیسری لہر: فمینزم کی تیسری لہر میں اس بات کو اصول کے طور پر قبول کیا گیا کہ خواتین کے خلاف تمام ظلم وستم کی جڑ پدرانہ ثقافت کا وجود ہے۔ ان کا خیال ہے کہ پدرانہ نظام کی ثقافت دنیا پر حاوی ہے۔ اس لیے دنیا کی تشریح اور اسے دیکھنے کا انداز پدرانہ ثقافت کے غلبے سے متاثر ہوتا ہے۔ یہ رویہ مختلف جہتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔[31] لہٰذا فمینزم کی جدوجہد کا بنیادی ہدف پدرانہ نظام کی تمام جہتوں کو گہرائی سے سمجھ کر اس پر قابو پانا ہے۔ کیونکہ یہ نظام مردوں کو طاقت اور منافع دیتا ہے۔[32] پدرانہ کلچر سے نجات کے لئے دنیا کو نسوانی نقطہ نظر سے دیکھنا چاہیے۔ دنیا کی تشریح نسوانی تشریح ہونی چاہیے اور رویہ نسوانی رویہ ہونا چاہیے۔ فیمینیسٹ مصنفین تحقیق کے شعبوں میں بھی نسوانی نقطہ نظر رکھتے ہیں جیسے کہ "فیمنسٹ علمیات"، "نسوانی اخلاقیات"، "فیمنسٹ سیاسی فلسفہ"، "فیمنسٹ تھیالوجی"۔[33]

فمینیزم کے مختلف رجحانات

فیمینزم کے اہم رجحانات درج ذیل ہیں:

1. لبرل فیمینزم Liberal Feminism

لبرل ازکے پیروکار تاریخی طور پر قدیم ترین فیمنسٹ گروپ رہے ہیں۔ دراصل، لبرل ازم کا نظریہ عمل کی آزادی، خود پسندی اور خود اطمینانی کی اصلیت پر یقین رکھتا ہے۔ لہٰذا اس نظریہ کے طرفداروں کے مطابق ماں اور بیوی کا کردار ہمیشہ انسانوں کی تسکین کا باعث بنتا ہے۔ لہٰذا خواتین کی موجودہ صورت حال کی اصلاح کے لئے سماجی اور سیاسی قوانین اور ڈھانچے کی اصلاح ضروری ہے۔[34]

2. مارکسسٹ فیمینزم Marxist Feminism.

کارل مارکس اور فریڈرِش اینگلز مارکسزم کے بانی ہیں۔ ان کا ماننا ہے کہ خواتین کے خلاف جبر اور امتیازی سلوک کی جڑیں نجی ملکیت میں ہیں۔ معاشروں میں پرائیویٹ املاک عورتوں کی اسیر ہونے کا باعث بنی، ذرائع پیداوار پر مردوں کی نجی ملکیت نے طبقاتی نظام کو جنم دیا اور سرمایہ دارانہ نظام کے طور پر ابھرا۔ عورتوں پر ظلم کا سرچشمہ خود سرمایہ دارانہ نظام ہے۔[35] جب تک خاندان کی جائیداد ہے، عورتوں کی آزادی ممکن نہیں، ان کی اسیری جاری رہے گی۔[36]

3. بنیاد پرست فیمینزم Radical Feminism

ان کے نزدیک خواتین پر جبر کا مقابلہ کرنا ایک سیاسی کام ہے۔ انہوں نے خواتین پر جبر کو انسانی معاشروں میں ظلم

کی سب سے بنیادی شکل قرار دیا۔ تمام امتیازات میں سے طبقاتی، نسلی، مذہبی اور نسلی امتیاز خواتین پر سب سے اہم ظلم ہے، جس کی وجہ ان کی جنس ہے۔ اور یہ تمام امتیازات پدرانہ نظام کی وجہ سے ہیں۔ وہ پدرانہ نظام کو خواتین پر ظلم کو جاری رکھنے کا اہم عنصر سمجھتے ہیں۔[37]

4. سماجی فیمینزم Social Feminism

سماجی تحریک حقوق نسواں کا رجحان 1970 کی دہائی میں مارکسزم اور بنیاد پرست فیمینزم کی غلطیوں سے بچنے کی وجہ سے سامنے آیا۔ سماجی فیمینزم Social feminism میں پدرانہ صنفی نظام اور سرمایہ دارانہ نظام دونوں ہی خواتین کے جبر میں مرکزی کردار ادا کرتے ہیں۔ سرمایہ دارانہ اور پدرانہ نظام معاشرے میں خواتین کی محکومی کا سبب ہیں۔ عورت کی آزادی کے لئے معاشی نظام کی اصلاح کے ساتھ گھریلو محاذ پر بھی جدوجہد جاری رکھنی ہوگی۔[38]

5. پوسٹ ماڈرن فیمینزم Postmodern Feminism

سن ستر کی دہائی کے بعد، مابعد جدیدیت پسندی کے نظریات سے متاثر ہو کر پوسٹ ماڈرن فیمینزم سامنے آیا یہ انسانی فرق کے اصول پر زور دیتے ہیں۔ اس گروہ کے مطابق، کوئی مونث یا مردانہ کردار نہیں ہے۔ سماجی ڈھانچے لڑکیوں اور لڑکوں کے درمیان فرق کرتے ہیں، اور سماجی ڈھانچے نے پوری تاریخ میں خواتین کو غلام بنایا ہے، اور اس سماجی ڈھانچے کو ختم کرنے کی ضرورت ہے۔[39]

6. اسلامی فیمینزم Islamic Feminism

اسلامی فیمینزم، اسلامی ممالک میں ایک نیا رجحان ہے۔ ان کا خیال ہے کہ حقوق نسواں کی ایک تشریح پیش کرنا ممکن نہیں ہے۔ علاقائی حالات اور مختلف قوموں کی ثقافتی خصوصیات کی وجہ سے فیمینزم کا ایک ورژن پیش کرنا ناممکن ہے۔ لہٰذا ان کی کوشش ہے کہ فیمینزم کو اس طرح پیش کیا جائے جو مذہبی عقائد سے مطابقت بھی رکھتا ہو اور فیمینزم کے اصولوں پر بھی مبنی ہو۔ ان کا دعویٰ ہے کہ فیمینزم کی تعلیمات، اسلام سے مطابقت رکھتی ہیں۔ اور اسلام کو فیمینزم کے نقطہ نظر سے پڑھا اور تشریح کیا جاسکتا ہے۔ اسلامی فیمینزم پر بنیادی اعتراض یہ ہے کہ مغربی دنیا میں حقوق نسواں کی تحریک تمام رجحانات کے ساتھ، بنیادی طور پر معاشرے سے مذہبی اصولوں کو الگ کرنے کے نتیجے میں ابھری اگر اسلامی فیمینزم کا نظریہ اسلام کی تشریح کا باعث بنتا ہے تو مذہب کے ناقابل تردید اصولوں کو ترک کرنا ضروری ہے۔ للذا اسلامی فیمینزم کا لفظ مغربی تصور کو محفوظ رکھتے ہوئے ایک متضاد لفظ ہے۔[40]

فیمینزم کے عمومی اصول General principles of Feminism

ہر نظریہ کے کچھ اصول ہوتے ہیں جن کی بنیاد پر نظریے استوار ہوتے ہیں۔ فیمینزم کی بھی دوسرے نظریات کی

طرح کچھ بنیادیں ہیں۔ فیمینزم کی بنیادوں کو ایک نظر میں دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: الف) فیمینزم کے عمومی اصول۔ ب) مخصوص اصول۔ جہاں تک فیمینزم کے عام اصولوں کا تعلق ہے تو ان سے مراد وہ اصول ہیں جو تمام حقوق نسواں کے رجحانات میں موجود ہیں۔ یہ اصول درج ذیل ہیں:

1۔انسان پسندی Humanism

مغربی ثقافت کا سب سے اہم عنصر "ہیومنزم" یا انسانی اصلیت اور انسان پسندی ہے۔ ہیومنزم کا مطلب ہے خدا کے بجائے انسان، جنت کے بجائے زمین اور آخرت کے بجائے دنیاوی زندگی کو محور قرار دینا۔[41] نشاۃ ثانیہ سے لے کر آج تک، فلسفیانہ اور سیاسی نظریات اور مکاتب فکر نے ہیومنزم پر توجہ مرکوز کی ہے۔ جدید مغربی فکر میں انسانیت پسندی سب سے اہم عنصر ہے۔

ہیومنزم ایک ایسا فلسفہ ہے جو انسانی قدر اور حیثیت کا احترام کرتا ہے، اور انسان کو ہر چیز کا پیمانہ بناتا ہے، اور انسان اور انسان کے مفادات کو اپنا موضوع بناتا ہے۔[42] ہیومنزم در حقیقت قرون وسطیٰ کی عیسائیت کی بدعت کے خلاف ایک انتہا پسند تحریک تھی۔ جب رومی سلطنت کی امنگیں کمزور پڑ گئیں اور لوگوں پر مایوسی چھا گئی تو عیسائیت نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور عیسائیوں نے خلوت اور منفی تقویٰ کی تبلیغ کی۔ ان کا ماننا تھا کہ انسان فطری طور پر گناہ گار ہے اور اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا۔ فطرت اور مادی دنیا اور تمام مخلوقات برے ہیں۔ انسانی عقل و ارادہ پست فطرت کا اسیر ہے۔ اس لیے انسان کو بچانے کے لئے عقل اور ارادہ کوئی کردار ادا نہیں کر سکتے۔ ایک مطلق ماورائی ہستی پر یقین کرنے سے، انسان نجات کی امید کر سکتا ہے۔ یعنی انہوں نے حقیقی دنیا کو مافوق الفطرت تصور کیا۔[43] اس طرح مغربی انسان نے مادہ پرست یونانی اور رومن ورژن سے مایوس ہو کر عیسائیت میں پناہ لی، اور کلیسا نے انسان کی آزادی میں صرف جنت اور آخرت کا وعدہ کیا۔[44] چونکہ عیسائی ثقافت سیکولرازم اور مادیت مخالفت کا مرکب تھا، اس لیے نشاۃ ثانیہ کی آمد کے ساتھ ہی انسانی فطرت کی طرف لوٹنے اور مافوق الفطرت کو مسترد کرنے کا نعرہ لگایا گیا، عیسائی ثقافت پر حملہ کیا گیا۔ ہیومنزم کا نصب العین ہے کہ کامل بنیں اور صحت مند رہیں اور اس دنیا میں ترقی کے مواقع پیدا کریں حصول دنیا ان کی اولین ترجیح ہے۔[45]

انسانیت پسندوں نے عیسائی اخلاقیات کی شدید مخالفت کی۔ لذتوں سے لطف اندوز ہونے کی تاکید کی۔ انہوں نے لامحدودیت سے انکار کیا۔ کریڈیمور میڈی جی Credimore Medi G کے حوالے نقل کیا گیا ہے کہ وہ کہتا تھا: "آپ لامحدود چیزوں کے لئے کوشش کرتے ہیں اور میں محدود چیزوں کے حصول کے درپے ہوں، آپ نے آسمان میں اپنی سیڑھی لگائی اور میں اسے زمین پر رکھ دیتا ہوں، تاکہ میں اتنی اونچائی پر نہ جاؤں جہاں کسی گڑھے میں گرنے کا خدشہ ہو"۔[46] اسی کے نتیجے میں انسانی فکر میں ہیڈونزم Hedonism غالب آگیا پینٹنگ اور مجسمہ

سازی میں زمینی محبت اور عریانیت کی ثقافت کو فروغ دے کر بالترتیب زندگی کے تمام شعبوں کو مات دے دی۔ ہیومنزم میں انسان اصل ہے، اس لیے تمام نظریاتی اور عملی نظریات، انسانی محور کے گرد گھومتے ہیں۔ انسانی دنیا میں انسان مکمل اور عظیم ہستی ہے۔ اس لیے تمام مخلوقات انسان کی خدمت میں ہیں لیکن انسان کسی ہستی کا بندہ نہیں ہے۔ انسان خود ابتدا اور خود ہی مقصد ہے۔[47]

اس سوچ کے مطابق انسان ایک ایسی مخلوق ہے جو اپنی جبلت کی حدود میں جانور کی طرح کام کرتا ہے۔ انسان خواہشات کا اسیر ہے۔ انسان فطرت سے آگے نہیں جا سکتا۔ انسانیت پسندی میں انسان بنیادی طور پر خوش مزاج اور مفید ہے۔ ذاتی مفادات کے دائرہ کار میں معاملات کو آگے بڑھاتا ہے۔ اس لیے وہ اپنے مفادات کو دوسرے انسانوں کے مفادات سے متصادم دیکھتا ہے۔ انسان پرست انسان کو اپنے مفادات سے آگاہ سمجھتے ہیں۔ انسان پرستوں نے خدا کو انسانی زندگی سے خارج کر دیا۔ وہ انسان کو خدا کی جگہ پر رکھتے ہیں اور وہ انسان کو قانون ساز سمجھتا ہیں۔[48]

اس سوچ کے نتیجے میں ماورائی وجود کو قبول نہیں کیا گیا۔ انسان نے خدا کی جگہ لے لی۔ اور انسان ہی قانون سازی کا ذریعہ بن گیا۔ فمینزم نے اسی اصول کو مد نظر رکھا اور مادی دنیا کو ہی سب کچھ سمجھا۔ انسان کے کام اور امور کی بنیاد حصول لذت ہو گئی۔

اچھائی کے تصور کو ایسی چیز سمجھتے ہیں جو خوشگوار ہو، یعنی جو بھی چیز خوشگوار ہو وہ اچھی ہے۔ فطری حالت میں انسانی مرضی کسی ذمہ داری کے تابع نہیں ہے۔ انسان کی مرضی مطلق ہے اور کسی اصول اور معیار تک محدود نہیں ہے۔ اس طرح خدا اور مذہب کو منظر سے ہٹا دیا گیا۔ خدا کے بجائے انسان کا تعارف ہوا اور دین اور فرض کی جگہ لذت نے لے لی حقوق نسواں میں سب سے پہلے انسان کو خدا کی بجائے مرکز و محور قرار دیا گیا اور انسان کے دائرہ کار کا تعین مذہب سے نہیں ہوتا بلکہ انسانی توقعات سے ہوتا ہے کیونکہ انسان مذہب کے لئے نہیں بلکہ مذہب انسان کے لئے ہے اس طرح خدا اور مذہب کو منظر سے ہٹا دیا گیا۔ خدا کے بجائے انسان کا تعارف ہوا اور دین اور فرض کی جگہ لذت نے لے لی۔ یوں hedonism انسانی فکر کا ایک لازمی حصہ بن گیا۔ پہلے مرحلے میں انسان دوست سوچ نے زمینی محبت کو فروغ دیا اور عریانیت کے کلچر کے تسلط کا باعث بنی۔

2. سکولاریسم (Secularism)

لفظ سیکولرازم لاطینی لفظ۔ Secularis سے ماخوذ ہے۔ اس کا مطلب ہے اجداد اور کائنات۔ سیکولرازم وہ ہے جو دنیا سے تعلق رکھتا ہے اور اس میں دنیاوی معاملات کی اصلیت پر یقین شامل ہے۔

لفظ سیکولرازم اصطلاح میں مختلف معانی جیسے: "دین اور دنیا کی علیحدگی"، "غیر مقدس اور غیر روحانی"، "عقلیت" اور "سائنس ازم"، "مذہب کو سیاست سے الگ کرنا"، "مذہب کا انکار" اور "آخر کار انسان کی سماجی

زندگی سے مذہب کا اخراج" جیسے معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔[49]

سیکولرازم اور فیمینزم کے درمیان تعلق

انسانیت پرستی کا ایک نتیجہ مذہبی اقدار سے دوری ہے۔ ہیومنزم الوہیت سے تعلق کے بغیر اپنے آئیڈیل کی پیروی کرتا ہے۔ اس طرح یہ سوچ مذہب کو سماجی دائرے سے الگ کرنے کا باعث بنی۔ انہوں نے اپنی زندگی کے عوامی دائرے کو مذہبی اور الٰہی اقدار کے دائرے سے الگ کرنے کی خواہش کو دیکھا۔[50] جب مغرب میں مذہب اور مذہبی اقدار کو چھوڑ دیا گیا۔ مذہبی اصولوں اور اقدار کو چھوڑ کر انہوں نے سماجی تعلقات میں مذہب کی جگہ مناسب فلسفہ اور نظریہ رکھنے کی کوشش کی۔ اس کی وجہ سے مغرب میں مختلف نظریات اور مکاتب فکر نے جنم لیا جن میں فیمنزم کی فکر بھی شامل ہے۔

3. برابری اور مساوات (equality)

مساوات فیمنزم کے عمومی اصولوں میں سے ایک ہے۔ فیمنزم کے رجحانات میں یہ موجود ہے۔ باوجود اختلافات کے فیمنزم کے تمام رجحانات کی جدوجہد خواتین کے لئے مساوی حقوق کا دفاع کرنا ہے۔ درحقیقت مساوات ہیومنزم اور سیکولرازم کا ایک مظہر ہے۔ جو فیمنزم کی بحث سے جڑی ہوا ہے۔ ہیومنزم اور سیکولرازم نے مساوات اور آزادی سمیت بہت سے نئے نظریات کو جنم دیا۔ لفظ "مساوات" یا مساوی، ہر ایک سے مراد اشیاء کے دو گروہوں، لوگوں، یا۔۔۔کے درمیان دو طرفہ تعلق ہے۔ ایک یا زیادہ مخصوص خصوصیات رکھنے کے لحاظ سے برابر معیار کا ہونا مساوات کو "یکسانیت" (sameness) سے ممتاز کیا جاتا ہے۔ اور مساوات کو "یکسانیت" قرار نہیں دیا جاسکتا۔[51]

فیمینزم میں اخلاقی مساوات پیش نظر ہے اخلاقی مساوات وہ آئیڈیل ہے جو عام انسانی فطرت کی بنیاد پر تمام انسانوں کے لئے ایک قسم کے فطری اور ناقابل تنسیخ حقوق کا سبب بنتی ہے۔ یہ مساوات فیمنسٹ رجحانات میں واضح طور پر نظر آتی ہے، خاص طور پر فیمینزم کی پہلی لہر کے نظریات میں۔ لبرل فیمینزم نے خواتین کو عوامی میدان میں مردوں کے برابر ہونے کا مطالبہ کیا۔[52]

اسی اخلاقی مساوات کا مطالبہ مارکسیسی اور سوشلسٹ فیمینزم نے مختلف انداز میں کیا۔ فطری حقوق پر مبنی فیمنیسٹی رجحانات نہ صرف خواتین کی مردوں کے ساتھ برابری کا مطالبہ کرتے ہیں بلکہ تمام سماجی طبقات کی برابری کا مطالبہ کرتے ہیں اور تمام معاشی طبقات اور سرمایہ داری کو ختم کرکے معاشرے میں مکمل مساوات قائم کرنے کی تاکید کرتے ہیں۔[53]

اور بنیاد پرست فیمینزم Radical feminist میں، مساوات پر بحث نہیں کرتے۔ کیونکہ اس رجحان میں

مساوات پر بحث کرنے کا لازمہ مرد اور عورت کے فرق کی بحث ہے۔ مساوات کا مسئلہ مرد اور عورت کے درمیان فرق کا مسئلہ بن جاتا ہے۔ اس دور میں، مردوں کو انسانی معاشروں میں برائی کا مجسم تصور کیا جاتا ہے۔[54] اسی وجہ سے مردوں کو ظالم کہا جاتا ہے۔ لبرل ازم کے مکتب میں بھی لبرل مساوات مبہم ہے۔ اس لیے کہا گیا ہے کہ "مساوات کے نعرے کا ابہام ایسا ہے کہ اس نے پوری تحریک حقوق نسواں کو مبہم بنا دیا ہے"۔[55]

لبرل فیمنسٹ خواتین کو عوامی میدان میں مساوی ہونے کا مطالبہ کرتے ہیں، لیکن، بنیاد پرست فیمینزم کا مقصد خواتین کی سرکاری اور نجی شعبوں میں مردوں سے آگے نکلنا ہے۔[56] آج فیمینزم کی سوچ نہ صرف عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق کا مطالبہ کرتی ہے بلکہ اس سوچ کے تقاضے برابری سے بڑھ کر ہیں۔ وہ تمام حقایق کو جنسیت کی عینک سے دیکھنا چاہتے ہیں۔[57]

فیمینزم کی خصوصی بنیادیں۔ Special Foundations of Feminism

فیمینزم کے مخصوص اصول عموماً وہ اصول ہوتے ہیں جو فیمینیسٹی رجحانات میں سے ایک خاص رجحان سے منسوب ہوتے ہیں۔ فیمنسٹی رجحانات کا وجود ظاہر کرتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک رجحان در حقیقت فکری اور فلسفیانہ مکاتب سے متاثر ہوتا ہے۔ اور یہ ان مکاتب فکر سے متاثر ہے، للذا حقوق نسواں کے رجحانات نے انہی مکاتب فکر کے نام پر اپنا نام رکھا ہے۔ اس تناظر میں، "لبرل فیمینزم" کی فکری بنیاد کے طور پر "لبرل ازم"، اور "مارکسسٹ فیمینزم" کی نظریاتی بنیاد کے طور پر "مارکسزم" اور "سوشلزم" کو "سوشل فیمینزم" کی فکری بنیاد کے طور پر اور "پوسٹ ماڈرن ازم" یہ "پوسٹ ماڈرن فیمینزم" کی فکری بنیاد کے طور پر جانا جاتا ہے۔

نتیجہ گیری

فیمینزم کی تحریک کو عصر حاضر کی اہم ترین تحریکوں میں سے ایک قرار دیا جا سکتا ہے جو خواتین کے حقوق کے حصول کے لئے ابھری ہے اور خواتین کے بارے امتیازی سلوک کے خاتمے کا مطالبہ کرتی ہے۔ حقوق نسواں کی تحریک در حقیقت، فیمنسٹی فکر اور نظریے کے احیاء کے درپے ہے۔ اور فیمنسٹی فکر اور نظریہ اپنی نظریاتی بنیادوں سے ماخوذ ہے۔ ہیومنزم، لبرل ازم، مارکسزم اور مابعد جدیدیت کو فیمنزم کی نظریاتی بنیادوں کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ فمینزم کا دعویٰ ہے کہ پوری تاریخ میں خواتین پر ظلم ہوا ہے اور ان کے حقوق پامال ہوئے ہیں۔ اس لیے خواتین کو زندگی کے تمام شعبوں میں مردوں کے برابر ہونا چاہیے۔ فمینزم کے نعرے میں دراصل ایک سوال ہے: کوئی مکتب فکر خواتین کے حقوق کا دعویٰ نہیں کرتا، اور صرف فمینزم خواتین کے حقوق کا دعویٰ کرتا فیمینزم کی بنیادوں پر غور کرنے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے فمینزم جن بنیادوں پر خواتین کے حقوق کا دعویٰ

کرتا ہے وہ اصول عورت کی بحیثیت انسان عزت سے ہماہنگ نہیں ہیں اور مسلم ممالک میں فیمینزم، اسلامی تعلیمات پر حملہ کرتا ہے اور اسلامی قانون کو امتیازی تصور کرتا ہے۔

*****

References

1. Muhammad Raza, Batani, *Farang Mahsir* (Tehran, Nasher Wahad Pasrohash Farang Mahsir, 1381 SH), 597.

محمد رضا، باطنی، فرہنگ معاصر (تہران، نشر واحد پژوہش فرہنگ معاصر، 1381)، 597۔

2. Rick, Wilford, *Feminism*, "Mokadma Baridhiwlosi hai Siasi" Tarjma: Quaid, M., Bolteen Marjhe Feminism 4 (Tehran, Madirat Mutalihat Islami wa Markiz Mutalihat Farangi bahan Al-mulli Al-Hadah, nd.), 30.

ریک، ویلفورد، فمینیسم، «مقدمہ بر ایدئولوژی ہای سیاسی» ترجمہ: قائد، م، بولتن مرجع فمینیسم 4 (تہران، مدیریت مطالعات اسلامی و مرکز مطالعات فرہنگی بین المللی الہدی، سن ندارد)، 30۔

3. Molirakin, Suzanne, *Zan az Dedgha Falsfa Siasi Gharb*, Tarjma: Nourizadeh (Tehran, Intasharat Qaseed Isra, nd.), 18, 23.

مولیر اکین، سوزان، زن از دیدگاہ فلسفہ سیاسی غرب، ترجمہ: نوری زادہ (تہران، انتشارات قصید اسرا، سن ندارد)، 18،23۔

4. Ashpsil Fogal, *Tamadan Maghreb Zameen*, Tarjma: Arya, Muhammad Hussain, Vol. 1 (Tehran, Intasharat Amir Kabir, 1380 SH) 136.

اشپیسل فوگل، تمدن مغرب زمین، ترجمہ: آریا، محمد حسین، ج1 (تہران، انتشارات امیر کبیر، 1380) 136۔

5.Ibid, 200.

ایضاً، 200۔

6. Wale, Durant, James, William, *Tarikh Tamadan*, Tarjma: Tehri, Abu-al Qasim, Vol. 13 (nd., Intasharat Ilmi wa Farangi, 1376 SH), 482, 483.

ویل، دورانت، جیمز، ویلیام، تاریخ تمدن، ترجمہ: طاہری، ابوالقاسم، ج13 (شہر ندارد، انتشارات علمی و فرہنگی، 1376)، 482،483۔

7. Wale Durant, *Tarikh Tamadan*, Ch. 5, Vol. 6, 614.

ویل دورانت، تاریخ تمدن، چ5، ج6، 614۔

8. Ibid, Vol. 5, 66.

ایضاً، ج5، 66۔

9. Ibid, 275.

ایضاً،275۔

10. Ibid, Tarjma: Alama Tabatabai, Zia ul deen, Vol. 10, 989.

ایضاً، ترجمہ: علائی طباطبائی، ضیاء الدین، ج10، 989۔

11. Andra, Michel, *Hanbash Ijtamai Ranan*, Tarjma: Zanjani, Huma, Ch. II (Iran. No publisher, 1378 SH), 57.

آندرہ، میشل، جنبش اجتماعی زنان، ترجمہ: زنجانی، ہما، چ دوم (ایران، ناشر ندار، 1378)، 57۔

12. Geri, Banawat, *Rananan az Deed Mardan*, Tarjma: Poinda, Muhammad Jafar, Ch. I (nd., Intasharat Jami, 1377 SH), 51.

گری، بنوات، زنان از دید مردان، ترجمہ: پوینده، محمد جعفر، چ اول (شہر ندارد، انتشارات جامی، 1377)، 51۔

13. Mushirzadeh, Humira, Arjanbash ta Nazaria Ijtamai, *Tarikh do Qurn Feminism* (Tehran, Nashir Poshrohash Shiraza, 1381 SH), 11 ,12.

مشیر زادہ، حمیرا، از جنبش تا نظریہ اجتماعی، تاریخ دو قرن فمینیسم (تہران، نشر پژوہش شیرازہ، 1381)، 11و12۔

14. Hadi Vakili, *Islam wa Feminism*, Ch. 1, Vol. 1 (Tehran, Posro Hashkadah Farang wa Mahrif, 1381 SH), 239.

ہادی وکیلی، اسلام و فمینیسم، چ اول، ج1 (تہران، پژوہشکدہ فرہنگ و معارف، 1381)، 239۔

15. Bayat, Abd al-Rasoul, *Farhang wa Asahah*, Vol. 1, 426.

بیات، عبدالرسول، فرہنگ واژہ ہاہ، ج1، ص426۔

16. Hadi Vakili, *Islam wa Feminism*, Vol. 1, 241.

ہادی وکیلی، اسلام و فمینیسم، ج1، ص241۔

17. Ibid, 243.

ایضاً،243۔

18. R.K: Banwaat, Gari, *Zanan az Deed Mardan*, Pashen, 19.

ر.ک: بنوات، گری، زنان از دید مردان، پیشین، 19۔

19. Rousseau, Jean-Jacques, Amile, *Ahmorash wa Parwarsh*, Tarjma: Ghulam Hussain Zirakzadeh, Ch. 5 (nc., Sahami Chehar, 1345 SH), 244-245.

روسو، ژان ژاک، امیل، آموزش و پرورش، ترجمہ غلام حسین زیرک زادہ، چ5 (ایران، سہامی چہر، 1345)، 244-245۔

20. Hadi Vakili, *Islam wa Feminism*, 248.

ہادی وکیلی، اسلام و فمینیسم، 248۔

21. Bayat, Abd al-Rasoul, *Farhang wa Asahah*, 426.

بیات، عبدالرسول، فرہنگ واژہ ہا، 426۔

22. Zebaynejad, Muhammad Raza, Subhani, Muhammad Raza wa Muhammad Taqi, *Darhamdi Bar Nizaam Shakhsiat Zan Dar Islam*, Ch. I (Qum, Dafter Motaliat wa Tehqiqaat Zananan, 1379 SH), 94.

زیبائی نژاد، محمد رضا، سبحانی، محمد رضا و محمد تقی، درآمدی بر نظام شخصیت زن در اسلام، چ اول (قم، دفتر مطالعات و تحقیقات زنان، 1379)، 94۔

23. Andrew, Vincent, *Audlouwsihai Madran Siasi*, Tarjma: Saqib Far, Murtaza (Tehran, Qaqnos, 1378 SH), 225.

آندرو، وینسینت، ایدئولوژیہای مدرن سیاسی، ترجمہ: ثاقب فر، مرتضی (تہران، ققنوس، 1378)، 225۔

24. Jain, Farid Man, *Feminism*, Tarjma: Mohajer, Firozha (Tehran, Ashyan, 1381 SH), 6.

جین، فرید من، فمینیسم، ترجمہ: مہاجر، فیروزہ (تہران، آشیان، 1381)، 6۔

25. Mushirzadeh, Humira, *Az-Junbish ta Nazria Ajtamai*, 52.

مشیر زادہ، حمیرا، از جنبش تا نظریہ اجتماعی، 52۔

26. Maggi, Ham, *Feminist Nazria High Feminisaq*, tarjma: Mohajer, Feroze wa Degran, 391.

مگی، ہام، فرہنگ نظریہ ہای فمینیستی، ترجمہ: مہاجر، فیروز و دیگران، 391۔

27. Maggi, Hamm, Sarah Gumbel, *Farhang Nazreh Hai Feministi*, Tarjma: Feroze Muhajar Va digaran, Ch. 1 (Tehran, Tehsan, 1382 SH), 391.

مگی، ہام، سارا گمبل، فرہنگ نظریہ ہای فمینیستی، ترجمہ فیروز مہاجر و دیگران، چ اول (تہران، توسعہ، 1382)، 391۔

28 . Ibid, 391.

ایضاً، 391۔

29. Ibid.

ایضاً۔

30. Mushirzadeh, Humira, *Az-Junbish ta Nazria Ajtamai Tarikh do Qurn Feminism*, 392.

مشیر زادہ، حمیرا، از جنبش تا نظریہ اجتماعی تاریخ دو قرن فمینیسم، 392۔

31. Bayat, Abd al-Rasoul, *Farhang wa Asahah*, 429.

بیات، عبدالرسول، فرہنگ واژہ ہا، 429۔

32. Andra, Michel, *Junbish Ajtamai Zanan*, tarjma: Ranjanizadeh, Huma, Ch. II (nc., Nashrnika, 1377 SH), 140-143.

آندرہ، میشل، جنبش اجتماعی زنان، ترجمہ: رنجانی زادہ، ہما، چ دوم (شہر ندارد، نشر نیکا، 1377)، 140-143۔

33. Bayat, Abd al-Rasoul, *Farhang wa Asahah*, 429.

بیات، عبدالرسول، فرہنگ واژہ ہا، 429۔

34. Bayat, Abd al-Rasoul, *Farhang wa Asahah*, 230.

بیات، عبدالرسول، فرہنگ واژہ ہا، سابقہ، 230۔

35. Allison, Jigar, "*Chahar Talqi az Feminism*", Quarterly Zanan, Vol. no, Issue 28, (nd.): 51.

آلیسون، جگر، "چہار تلقی از فمینیسم"، مجلّہ زنان، جلد ندارد، شمارہ 28، (سن ندارد): 51۔

36. Bayat, Abd al-Rasoul, *Farhang wa Asahah*, 430.

بیات، عبدالرسول، فرہنگ واژہ ہا، 430۔

37. Mushirzadeh, Humira, *Az-Junbish ta Nazria Ajtamai*, 272, 273.

مشیر زادہ، حمیرا، از جنبش تا نظریہ اجتماعی، 272، 273۔

38. Masooma, Mousavi, *Nazicha Mukhtaser Takween Nazira High Feminisaq, Kitab Tosaha*, Issue 9, 120; Mackenzie, Pan wa Degran, Muqadma Braidio lowsi highe Siasi, Tarjma: Qaid, m, 346.

معصومہ، موسوی، تاریخچہ مختصر تکوین نظریہ ہای فمینیستی، کتاب توسعہ ش 9، ص 120؛ مکنزی، وپان، مقدمہ بر ایدئولوژی ہای سیاسی، ترجمہ: قائد، م، 374۔

39. Quarterly Marfat, Vol. no, Issue 67, (nd.): 35.

مجلّہ معرفت، جلد ندارد، شمارہ 67، (سن ندارد): 35۔

40. Bayat, Abd al-Rasoul, *Farhang wa Asahah*, 433.

بیات، عبدالرسول، فرہنگ واژہ ہا، 433.

41. Muhammad Taqi, Misbah Yazdi, *Nazaria Siasi Islam*, Vol.1 (Qum, Mowasah Ahmorashi wa Parwarshi Imam Khomeini (RA), 1378 SH), 170.

محمد تقی، مصباح یزدی، نظریہ سیاسی اسلام، ج1 (قم، مؤسسہ آموزشی وپژوہشی امام خمینی (رہ)، 1378)، 170۔

42. Abdullah, Javadi Amli, *Nisbet Din Wa donia*, Ch II, (nc., Markaz Nasher Israa, 1381 SH), 54.

عبداللہ، جوادی آملی، نسبت دین ودنیا، چ دوم، (شہر ندارد، مرکز نشر اسراء، 1381)، 54۔

43. Muhammad Taqi Muhammad Raza Subhani, Zebaynejad, *Darahmdi br Nizaam Shakhsiat ran dar Islam*, 19.

محمد تقی محمد رضا سبحانی، زیبای نژاد، درآمدی بر نظام شخصیت زن در اسلام، 19۔

44 . Ibid.

ایضاً۔

45. Randall, Herman, *Seer tul-Kamal Aqal Nawain*, tarjma: Payandah, Abul Qasim, Ch. II, Vol. 2 (Tehran, Antasharat Ilmi Frangi, 1386 SH), 135.

رندال، ہرمن، سیر تکامل عقل نوین، ترجمہ: پایندہ، ابوالقاسم، چ دوم، ج2 (تہران، انتشارات علمی فرہنگی، 1386)، 135۔

46 .Ibid.

ایضاً۔

47. Gunun, Rana, *Buhran Duniai Matjadad*, tarjma: Dashiri, Zia-ud-Din, Ch II (nc., Antasharat Amir Kabir, 1372 SH), 9.

گنون، رنہ، بحران دنیای متجدد، ترجمہ، دہشیری، ضیاء الدین، چ دوم (شہر ندارد، انتشارات امیر کبیر، 1372)، 9۔

48.Ibid, 68.

ایضاً، 68۔

49. Syed Muhammad, Naqeeb Anatas, *Islam wa Duniai Gri*, tarjma: Muhammad Aram (Tehran, Danishgah, 1374 SH), 15.

سید محمد، نقیب انعطاس، اسلام و دنیوی گری، ترجمہ محمد آرام (تہران، دانشگاہ، 1374)، 15۔

50. Ibid, 135.

ایضاً، 135۔

51 . Gosepath 2001 www.plato.stanford.edu-

52. George, Ritzer, *Jamia Shanasi dr Douran Mahsir*, tarjma: Salasi, Mohsin (Tehran, Ilmi wa Frangi, nd.), 474-475.

جرج، ریتزر، جامعہ شناسی در دوران معاصر، ترجمہ: ثلاثی، محسن (تہران، علمی و فرہنگی، سن ندارد)، 474-475۔

53. Ibid, 475.

ایضاً، 475۔

54. Mushirzadeh, Humira, *Az-Junbish ta Nazria Ajtamai*, 272, 273.

مشیر زادہ، حمیرا، از جنبیسیت تا نظریہ اجتماعی، 375۔

55. Bashiriyah, Hussain, *Nazaria High Frangi dr Feminism, Nazaria Frang dr Qurn Bistm*, Ch. I (Iran, Masisseh Farhangi Ayandah Powan, 1379 SH), np.

بشیریہ، حسین، نظریہ ہای فرہنگی در فمینیسم، نظریہ ہای فرہنگ در قرن بیستم، (ایران، مؤسسہ فرہنگی آیندہ پویان، 1379)، صفحہ ندارد۔

56. Ibid, 279.

ایضاً، 279۔

57. Ibid.

ایضاً۔